رجسٹرڈ نمبر (۱۸۰۱) آصفیہ

شرح چندہ
سالانہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ے
ششماہی ۔ ۔ ۔ ۔ ہے
ماہانہ ۔ ۔ ۔ ۔ عال

قیمت فی پرچہ (۲/)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

مملکت

ہفت وار

اڈیٹر۔ میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ے
ششماہی ۔ ۔ ۔ ۔ ہے
ماہانہ ۔ ۔ ۔ ۔ عال

قیمت پرانا پرچہ (۱۸/)

جلد (۵) | ۱۵ فروری ۱۳۵۵ ف | ۱۳ ربیع المنور ۶۵ھ | ۱۶ فروری ۴۶ء شنبہ | نمبر (۲۲۱)

کانگریس اور شہری آزادیاں

از

کے۔ کے۔ سنہا

—۲—

کانگریس نے ۱۹۳۷ء میں اپنے [انتخابی] اعلان میں جو وعدے کئے تھے وہ ... نہیں کئے گئے۔ ذیل میں بتایا گیا کہ ... مدراس میں شہری آزادیوں کا کیا حشر ... کانگریسی پالیسی پر جائز تنقید کو روا ... رکھا گیا۔ مقننہ کے اندر ارکان کی حیثیت ... اچھوتوں کی سی تھی۔ ناملناڈ کے ... کانگریس کمیٹیاں ... اور جبر ... کردیں۔

... بغاوت اور آزادی کو گھٹانے کے ... عام محافل میں ... ساز کیا گیا ... اور قانون ... کی آزادی پر ... کئے گئے۔ ہندی کے خلاف جو ایجی ٹیشن ... کو دبانے کے لئے قانون ترمیم ... کا استعمال کیا گیا۔ مزدوروں ... کو ... دبانے کے لئے کوئی قدم ... نہیں اٹھایا گیا جس کے نتیجہ کے طور پر مزدوروں میں بے چینی پیدا ہوگئی۔

کانگریس نے وعدہ کیا تھا کہ برسر اقتدار آنے کے بعد اس کا پہلا کام یہ ہوگا کہ عدلیہ کو عاملہ سے علیحدہ کردیا جائے یہ وعدہ پورا نہیں کیا گیا۔ اس کے برعکس مسٹر راجگوپال چاری نے ایسی پالیسی کی شدید مخالفت کی۔ ہندی کے خلاف شور مچانے کی پاداش میں کئی کانگریسیوں پر مقدمہ چلایا گیا۔ بغاوت کے الزام کے تحت بھی کئی مقدمات چلائے گئے۔ اور غیر متوقع کہ ایسے مقدمات خود کانگریسی ارکان کے خلاف چلائے گئے۔ جو کوئی کانگریس کی پالیسی کے خلاف کہتا اس کو غدار کہا جاتا۔ بمبئی کے مسٹر ... پاٹل والا پر بغاوت کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا

مسٹر یوسف مہر علی کو کربلا میں تقریر کرنے سے منع کردیا گیا۔ اس حکم کی خلاف ورزی پر ان کے خلاف بھی کانگریسی وزارت نے مقدمہ چلایا۔ دفعہ (۱۰۷) ضابطہ فوجداری کے تحت مسٹر [illegible] کانگریسی ایم ایل اے سے ضمانت لی گئی سکیم ... کردیا۔ اور کئی اضلاع میں منشیات کی فروخت ممنوع قرار دی گئی جس سے حکومت کو (۲۲م، ۱۱) لاکھ کا خسارہ ہوا۔ اس کی پابجائی کے لئے عام محاصل میں اضافہ کیا گیا اور تخفیف مصارف کی خاطر مدارس اور عدالتوں کو برخاست کردیا گیا اور ادنیٰ ملازمین کی تنخواہ میں تخفیف کردی گئی۔

کانگریس کی پالیسی اعلیٰ تعلیم کی حوصلہ افزائی کے خلاف تھی۔ ڈاکٹر سبرائن وزیر تعلیمات نے مدراس اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "میں چاہتا ہوں کہ وکٹوریہ کالج میں سائنس کا شعبہ قائم کیا جائے اور اس کے لئے روپیہ صرف کیا جائے۔ مگر مہاتما گاندھی اس بات کے مخالف ہیں کہ کالج کی تعلیم پر سرکاری روپیہ صرف کیا جائے۔ ان حالات میں ہم کیا کرسکتے ہیں۔ مگر میں وعدہ کرتا ہوں کہ مہاتما گاندھی کو ہموار کرنے کی کوشش کروں گا۔"

کانگریسی حکومت نے ہندی کی جبری تعلیم کا قانون نافذ کردیا۔ اس کے خلاف ملک تامل میں شورش پیدا ہوگئی اس قانون کو منسوخ کرنے کے بجائے کانگریسی وزیر اعظم مسٹر راجگوپال چاری نے اس ایجی ٹیشن کو دبانے کے لئے قانون ترمیم فوجداری کا آزادی سے استعمال کیا۔ اس شورش میں حصہ لینے والوں کو (۱۲۰۱) ... قید با مشقت کی سزائیں دی گئیں۔ جب اسمبلی میں اس ضمن میں مسٹر راجگوپال چاری سے سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سزائیں مناسب رکھی ہیں۔ ہندی کے خلاف ایجی ٹیشن میں حصہ لینے والوں میں ایک شخص نٹراجن تھا جو جیل میں بیمار ہوگیا۔ اس کو جیل سے ہسپتال منتقل کیا گیا مگر رات دن اس کی نگرانی کے لئے پہرہ بٹھا دیا گیا۔ یہ شخص ہسپتال سے زندہ واپس نہیں آیا۔ کانگریسی وزارت نے جیل کے قواعد کی بھی خلاف ورزی کی۔

باقی بر صفحہ (۵)

۲۹۲

مملکت ہفتہ وار

۱۵ فروردی سنہ ۱۳۵۵ ف

غذا

آج کل دنیا بھر میں غذا کا مسئلہ غیر معمولی اہمیت اختیار کئے ہوئے ہے کیا یورپ اور کیا ایشیاء ہر سمت میں غذائی قلت کی شکایتیں سننے میں آرہی ہیں۔ حکومت ہند کے رکن اغذیہ نے مرکزی اسمبلی کے اجلاس کو مخاطب کرتے ہوئے بتایا کہ ہندوستان کو آئندہ دو کروڑ ٹن غلہ بیرونی ممالک سے نہ ملے تو جنوبی ہند بالخصوص اور دیگر علاقے بالعموم فاقوں کی مصیبت میں مبتلا ہوجائیں گے۔ ہم نے اپنی ایک سابقہ اشاعت میں اس مسئلہ سے متعلق اپنے سرسری خیالات ظاہر کئے تھے لیکن آج ہم چند تجاویز مملکت کے غور و فکر کے لئے پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

اضلاع سے جو اطلاعات وصول ہو رہی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ساہوکار طبقہ اور اس طبقہ کے کارندے جو اپنے آپ کو لیڈر کہتے ہیں کاشتکاروں میں اس خیال کا پرچار کر رہے ہیں کہ وہ اپنی پیداوار کو سرکار کے ہاتھ فروخت نہ کریں اگر وہ ایسا کریں گے تو خود وہ اور ان کا خاندان فاقوں میں مبتلا ہوجائے گا اپنے اس مشورہ کی تائید میں وہ ہندوستان کی غذائی قلت کو دہشت انگیز پیرایہ میں پیش کر رہے ہیں۔ یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ ان مشورہ دینے والوں کو کاشتکار طبقہ سے کوئی ہمدردی نہیں۔ ان کی کوشش صرف یہ ہے کہ کاروباریوں کو غلہ نہ ملے بلکہ اس غلہ کو وہ خود حاصل کرکے بڑھی ہوئی قیمتوں پر چور بازار میں فروخت کریں۔ اس کوشش کو ناکام کرنے کی موثر صورت یہ ہے کہ اعلان نشان (۱۵) کو سختی سے نافذ کیا جائے اور اعلان نشان (۱۵) کو جو شاید منسوخ ہوچکا ہے دوبارہ نافذ کیا جائے ان دونوں اعلانات کا منشاء صرف یہ ہے کہ متعلقہ عہدہ داروں کو اس امر کی واقفیت حاصل ہو کہ ضلع یا تعلقہ میں کس کے پاس کتنا غلہ موجود ہے تاکہ وہ بروقت ضرورت اس غلہ کو خرید سکیں۔ قیمتوں پر موثر نگرانی اسی وقت قائم رہ سکتی ہے جبکہ حکومت کے قبضہ میں یا کم از کم اجناس کے ذخائر ہوں یا ان ذخائر کا حکومت کو علم ہو۔ ذخائر کے حصول کا طریقہ لیوی یا فوری خریدی ہے اور ذخائر کا علم حاصل کرنے کا ذریعہ وہ دو اعلانات ہیں جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ بیشک ان سارے طریقوں کو کام میں لایا جائے تو غذائی صورت حال پر قابو پانا آسان ہے۔

ہماری دوسری تجویز یہ ہے کہ بنولہ مونگ پھلی تل اور دالوں کی برآمدات پر مستقل بندش کردی جائے۔ غذائی قلت کے ساتھ چارہ کی قلت کا پیدا ہونا بھی لازمی ہے اور چارہ کی قلت کو رفع کرنے کے لئے بنولہ اور کھلی کے ذخائر کو اندرون ملک روک رکھنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے مملکت کے حالیہ اخباری اعلانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سال بنولہ مونگ پھلی تل اور دالیں کافی مقدار میں برآمد کی جانے والی ہیں۔ ہماری رائے میں ان اعلانات پر اس وقت تک عمل نہ کیا جائے جب تک کہ محکمہ رسد اور مجلس عاملہ ناظم صاحب اعداد و شمار اور ناظم صاحب زراعت کے مشورہ سے ایک بار پھر غور نہ کرلیں کہ موجودہ برآمدات میں کس حد تک تخفیف ضروری ہے۔

ہم نے واقف کار اشخاص سے سنا ہے کہ اکثر جاگیرات اور مستاجروں میں لیوی اور فوری خریدی کے انتظامات تشفی بخش نہیں ہیں۔ یہی علاقے غیر برآمدات کے لئے راستے پیدا کرتے ہیں غذائی مسئلہ کی نزاکت اس بات کی متحمل نہیں ہوسکتی کہ ان جاگیرداروں کے ساتھ رعایت یا مروت برتی جائے جو ان مسائل میں تعاون نہیں کر رہے ہیں ہم حکومت کو یہ مشورہ دیں گے کہ اگر وہ ضرورت سمجھے تو ایسی جاگیرات کا انتظام عارضی طور پر اپنے قبضہ میں لے لے بلالحاظ اس امر کے کہ صاحب جاگیر مستحق ہو یا غیر مستحق۔

ہم نے اپنی ایک سابقہ اشاعت میں یہ عرض کیا تھا کہ فاضل غلہ کی برآمد کے پروگرام پر نظر ثانی ضروری ہے۔ خاص طور پر جوار سے متعلق ہم اپنی اس رائے پر اصرار کریں گے۔ البتہ ایسے اجناس جن کی مانگ اندرون ملک قابل لحاظ نہیں ہے مثلاً باجرا، راگی وغیرہ برآمد کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن جوار کی برآمد پر نظر ثانی از حد ضروری ہے۔ ہمیں امید ہے کہ محکمہ [illegible] بہت جلد اہل ملک کو بتلائے گا کہ اس [illegible] موجودہ ذخائر کی حقیقی مقدار کیا ہے آئندہ فصل خریف درو ہونے تک [illegible] کتنا غلہ حاصل کرسکتا ہے اور یہ بھی بتلا[illegible] کہ اس دوران میں قلت زدہ علاقوں [illegible] اور شہری قصبوں وغیرہ کی غذائی ضروریات [illegible] کیا ہوں گی تاکہ اہل ملک کو اطمینان [illegible] کہ برآمدات کا پروگرام ملک کے مفاد کے لئے مضر نہیں ہے۔

صوبہ مدراس کے ایک حالیہ اعلا[illegible] سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں کی حکومت [illegible] اجناس کی کاشت پر زور دے رہی [illegible] جن کے درو کئے جانے میں زیادہ مدت نہیں لگتی۔ ہمارے محکمہ زراعت کو بھی [illegible] بات پر غور کرنا چاہیے کہ کیا ایسی کوئی [illegible] حیدرآباد کی حد تک [illegible] کی جاسکتی ہے [illegible]

ہم دوبارہ عرض کریں گے کہ غذا[illegible] نظم و نسق کی حد تک حیدرآباد کا معیار [illegible] ہندوستان [illegible] یہ کوئی [illegible] کے زور اعلیٰ۔ جو غذائی بحران کے [illegible] میں حیدرآباد [illegible] ہندوستان [illegible] حیدرآباد سب سے زیادہ خوش نصیب [illegible] ہماری تمنا اور دعا ہے۔ حیدرآباد [illegible] کو قائم رکھ سکے۔

مولوی مظہر علی کامل

ہم مجلس اتحاد المسلمین کے ارکان [illegible] کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انہوں [illegible]

بقیہ صفحہ اول

کانگریس اور شہری آزادیاں

زراعت ملک کا بنیادی مسئلہ ہے۔ کانگریس نے اس پر وہ توجہ نہیں کی جس کا یہ مستحق تھا۔ زرعی قرضہ کا جو قانون منظور کیا گیا اس سے کاشتکاروں کو پوری مدد نہیں مل سکتی تھی۔ خود مسٹر راجگوپال چاری نے اعتراف کیا کہ اس قانون سے کاشتکار قرضے کے دباؤ سے رہا نہیں ہوتے۔ کانگریس نے کم شرح سود پر کاشتکاروں کے لئے قرضہ مہیا کرنے کی کوئی تدبیر اختیار نہیں کی۔ مدراس کے کئی حصوں میں زمینداری بندوبست ہے کاشتکاروں کے مفاد کو محفوظ کرنے کے لئے قانون زمینداران میں ترمیم کی کوشش کی گئی۔ مسٹر پرکاشم وزیر مال نے اپنی صدارت میں اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی۔ اس کمیٹی نے ایک رپورٹ شائع کی جو پرکاشم رپورٹ کے نام سے موسوم ہے لیکن بعض نامعلوم وجہ سے یہ مسودہ داخل دفتر کر دیا گیا۔ زمینداروں نے کانگریس ہائی کمانڈ پر زور ڈالا کہ اس مسئلہ کو پیش ہونے نہ دیا جائے۔ یہ افواہ بھی پھیلی تھی کہ کانگریس ہائی کمانڈ نے مدراس کی کانگریسی حکومت کو ہدایت کی کہ یہ مسودہ داخل دفتر کر دیا جائے۔

صوبہ مدراس میں کانگریس کے برسر اقتدار آنے سے اس صوبہ کے مزدوروں میں ایک جوش پیدا ہو گیا تھا اور انہیں امید ہو گئی تھی کہ اب ان کے دن پھر جائیں گے اور ان کے جائز مطالبات کی تکمیل ہو گی۔ یہ امید پوری نہیں ہوئی اور مزدوروں میں بے چینی پیدا ہو گئی۔ کانگریس اپنے انتخابی اعلان کو عمل میں لانے کی کوشش کرتی … کارخانہ دار مزدوروں کے مفاد کے مخالف ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مزدوروں کے تنازعات میں اضافہ ہو گیا۔ سنہ ۱۹۳۸ء میں صوبہ مدراس میں (۱۰۰) ہڑتالیں ہوئیں جو اس صوبہ کے لئے عدیم المثال ہیں مگر کانگریس نے مزدوروں کی تحریک کو دبانے کی کوشش کی۔ ایک تنازعہ کے موقع پر چیرالا کے تمباکو کے مزدوروں پر گولی چلائی گئی۔ ایک تحقیقاتی کمیٹی منعقد کی گئی۔ کمیٹی کی رپورٹ میں پولیس کی زیادتی ثابت کی گئی مگر کانگریسی وزارت نے اس رپورٹ کو داخل دفتر کر دیا۔ شہر مدراس میں پوا… مل کے جھگڑے میں مزدوروں کو زدوکوب کیا گیا اور بالآخر یہ مل بند کر دی گئی جس کے نتیجہ کے طور پر تین ہزار سے زیادہ خاندان بے گھر اور بے روزگار ہو گئے مگر کانگریس نے ان مزدوروں کی حفاظت کے لئے کچھ نہیں کیا۔ مدورا میں میناکشی مل کے مزدوروں کا تنازعہ شروع ہوا تو مزدوروں کو جن میں مرد اور عورتیں دونوں شامل تھے لاٹھی سے بھگا دیا گیا۔ اس صوبہ میں مزدوروں کی تحریک کو ان تدابیر سے کانگریسی وزارت نے دبانے کی کوشش کی۔

کانگریس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کی نوعیت بالکل غیر فرقہ وارانہ ہے مگر کانگریسی وزارت مدراس کے ایک عمل نے اس دعویٰ کو بے نقاب کر دیا۔ تقریباً ایک سو عیسائی خاندانوں کو ہندو مذہب میں شدھی کر کے شریک کر لیا گیا تھا جن ارکان نے یہ کام انجام دیا تھا ان کو بذریعہ تار وزراء نے جن میں وزیر اعظم مدراس بھی شریک تھے مبارکباد دی۔

اسمبلی میں بندے ماترم گائے جانے پر مسلمانوں اور دوسرے ارکان کو مذہبی بنیاد پر اعتراض تھا اس کے خلاف احتجاج کیا گیا مگر بے سود۔ جب ایک رکن اسمبلی بطور احتجاج اسمبلی سے باہر چلا گیا تو اسمبلی کے خطیب (اسپیکر) طرفدارانہ رویہ اختیار کر کے رکن مذکور کو معافی چاہنے کے لئے کہا مگر اس نے معافی نہیں چاہی۔ ہر گوشہ سے احتجاج کے باوجود کانگریسی وزارت مصر تھی کہ اسمبلی میں بندے ماترم گایا جائے۔

کانگریس نے اپنے انتخابی اعلان میں چھوت چھات کو رفع کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن جب وہ برسر اقتدار آئی تو یہ وعدہ نظرانداز کر دیا گیا۔ مندر میں اچھوتوں کے داخلہ سے متعلق کانگریس نے اسمبلی میں ایک مسودہ قانون پیش کر دیا مگر یہ مسودہ اچھوتوں کے لئے کچھ زیادہ مفید نہ تھا۔ اس مسودہ کے تحت اچھوتوں کو دوسرے ہندوؤں کی رضامندی سے مندر میں داخل ہونے کی اجازت دی جا رہی تھی۔ پست اقوام کے لیڈر مسٹر ایم سی راجہ نے بھی ایک مسودہ پیش کیا تھا یہ مسودہ درحقیقت مسٹر راجگوپال چاری کا تیار کردہ تھا جو یہ چاہتے تھے کہ مسٹر ایم سی راجہ اس کو مرکزی اسمبلی میں پیش کریں۔ مسٹر راجہ نے مدراس اسمبلی میں مندر میں اچھوتوں کے داخلہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ :-

"جب مسٹر راجگوپال چاری نے یہ مسودہ مرکزی اسمبلی میں پیش کرنے کے لئے مجھے دیا تھا تو ان کا بیان تھا کہ ملک اس کے لئے تیار ہے۔ یہ بات چھ سال پہلے کی ہے۔ میں نے مسٹر راجگوپال چاری کے بیان کو باور کیا تھا۔ لیکن اب وہ مجھ سے کہتے ہیں کہ میں یہ مسودہ یا تو واپس لے لوں یا ملتوی کر دوں۔ کیا یہ عمل آنریبل ممبر کے لئے جائز ہے؟ اس طرح مجھے دھوکہ دیا گیا۔ اس سے زیادہ میں کچھ کہنا نہیں چاہتا۔"

بالآخر مسٹر ایم سی راجہ کا مسودہ قانون مسترد کر دیا گیا اور ضلع ملیبار میں مندر میں داخلہ سے متعلق کانگریسی وزارت کا مسودہ قانون منظور کر لیا گیا۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ ملیبار میں جہاں یہ قانون نافذ کیا گیا بہت کم مندر ہیں۔

کانگریس نے صاف و صریح الفاظ میں قانون ترمیم فوجداری کو منسوخ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن وزارت مدراس نے اس کو منسوخ کرنے کے بجائے بر موقع پر اس کو استعمال کیا۔ ملک کے دوسرے ممتاز قائدین نے حتیٰ کہ پنڈت ٹانگیٹو نے بھی اس قانون کے استعمال کے خلاف احتجاج کیا تھا اور اس کی مذمت کی تھی لیکن وزارت پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اس مسئلہ میں راجگوپال چاری کو جناب گاندھی کی تائید حاصل تھی۔ گاندھی جی نے ایک بیان میں فرمایا "راجہ جی کے بیان سے میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ اس قانون میں (ترمیم فوجداری) بعض دفعات ایسی ہیں جو پیدا شدہ نئی صورت حال سے جس سے کانگریس دوچار ہے نبٹنے میں مدد دیتی ہیں۔ اگر واقعہ ایسا ہی ہے تو راجہ جی غلطی کریں گے اگر اس کو استعمال نہیں کریں گے"

کانگریسی وزارت نے مستعفی ہونے سے پہلے ایک کمیونکے جاری کیا تھا کہ کمیونزم سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے جس سے ایک منظم حکومت کو خطرہ لاحق ہے۔ کانگریسی وزارت کے مستعفی ہو جانے کے بعد اس کمیونکے کی بنیاد پر حکومت مدراس نے متعدد کمیونسٹ گرفتار کر کے ان پر مقدمے چلائے۔

ان واقعات سے ظاہر ہے کہ کانگریس نے ان وعدوں کو پورا نہیں کیا جو اس نے اپنے انتخابی اعلان میں کئے تھے۔ اس کے برعکس کانگریسی وزارتوں نے شہری آزادیوں کو کچلنے کی کوشش کی جس سے ایک دور استبداد شروع ہو گیا تھا

سیاسی نمک پارے

از

کشافؔ

بنا تنقید:-
مقامی قائدین کی یہ عادت ہے کہ وہ باہر سے اپنے "استاد قائدین" کو اپنے مشکلات میں مدد دینے کے لئے بلایا کرتے ہیں۔ یہ واقعہ کہ ہمارے "قائدین" برطانوی ہند کی سیاسی جماعتوں کے نشانات اپنے اوپر چسپاں کرنے سے احتراز نہیں کرتے بلکہ ان کی نمائش کرنے پر اصرار کرتے ہیں اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ مقامی لیڈر خود تعمیری فکر اور کام کے ناقابل ہیں۔ (ڈاکٹر سعید یار جنگ)

فوج ہند کے طبی بورڈ کے صدر سر جان میگاؔ نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا کہ:-
"ہندوستان آج ایک مسلسل قحط سے دوچار ہے۔ تاوقتیکہ ہندوستان میں شرح پیدائش کو گھٹانے کے لئے کچھ نہ کیا جائے یہ ملک بہت مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا۔"
مطلب یہ ہے کہ اجناس خوردنی کے قحط کو رفع کرنے کے لئے ضبط تولید کے ذریعہ قحط الرجال پیدا کیا جائے۔ اس کو کہتے ہیں علاج بالمثل۔

مولانا حسین احمد مدنی نے فرمایا کہ مسلمانوں کو مسلم لیگ کے خلاف منظم جہاد کرنا چاہیئے (ایک خبر)

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

مسٹر سورنسن نے اسوسی ایٹیڈ پریس کے نمائندے سے کہا کہ:-
"انہوں نے ہندوستان میں جو کچھ دیکھا اس سے ان کے چندہ سالہ مطالعہ سے قائم کردہ رائے کی توثیق ہوئی۔"
اور چندہ سال تک یہ مطالعہ ہندوستان سے باہر بیٹھ کر ہوتا رہا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مسٹر سورنسن پادری ہیں اور ان کی روحانی قوت اس درجہ ترقی کر گئی ہے کہ سات ہزار میل کے فاصلہ سے ہندوستان کے حالات خود بخود ان پر منکشف ہوتے رہتے ہیں اور ان کی باطنی روشنی ہمیشہ گاندھی جی کی باطنی آواز سے ہم آہنگ رہتی ہے۔

پنڈت کاشی ناتھ راؤ ویدیہ اور ان کے رفقاء ایک مشترکہ بیان میں فرماتے ہیں کہ:-
"ریاست کے افراد جذبات وطنیت کے تحت اپنے اثرات کو کام میں لا کر مختلف جماعتوں میں ہم آہنگی پیدا کرتے ہوئے ملک کی ترقی میں

اپنے طور پر بیش بہا مدد کر سکتے ہیں۔ اس لئے دیوڑھی نواب سالار جنگ بہادر میں ...... ہم نے مولوی ابوالحسن سید علی صاحب کے ساتھ گفتگو نے مفاہمت میں شرکت کی۔"

چنانچہ بعض واقف کاروں کا بیان ہے کہ جب کبھی مصروفات کا بار فرمایا ہے ہنگامہ دو تمدنوں پر عائد کرنے کی کوئی تحریک شروع ہوگی تو "جذبات وطنیت کے تحت اپنے اثرات کو کام میں لاکر" ایسی تحریک کو ناکام کرنے کی کوشش اسی دیوڑھی سے شروع ہوئی اور "ملک کی ترقی میں اپنے طور پر بیش بہا مدد دی گئی"۔ واللہ اعلم بالصواب!

مجلس کے ایک گوشہ میں یہ تصور موجود ہے کہ مسلمانان مملکت آصفیہ کو سیاسی معاملات میں برادران وطن سے کسی قسم کے سمجھوتے کی ضرورت نہیں۔ یہ تصور درحقیقت ایک قسم کے طفلانہ جذبہ کی پیداوار ہے۔ (صبح دکن)

اگر یہ اشارہ "رموز لیس لا امتنار" کی طرف ہے تو صاحب موصوف کو خدا تمام آفات و بلیات سے محفوظ رکھے۔

پٹنہ میں کامریڈ جوشی ایک جلسہ کو مخاطب کرنے والے تھے کہ کانگریسیوں نے جلسہ میں ہنگامہ برپا کر دیا جس کے نتیجہ کے طور پر ایک کمیونسٹ کارکن بری طرح زخمی ہوا۔ اس کی حالت نازک بتائی جاتی ہے (ایک خبر)

شہری آزادیوں کے اس آزادانہ استعمال پر کون معقول پسند انسان اعتراض کر سکتا ہے؟ کیا سوامی راما نند تیرتھ اور ان کے رفقاء حیدرآباد میں بھی یہی آزادی چاہتے ہیں؟

آزاد ہند فوج کے کپتان رشید کو

سزا دینے کے خلاف احتجاج کے طور پر طلبہ کا ایک جلوس کلکتہ میں ڈلہوزی اسکوائر کی طرف بڑھنے لگا تو پولیس نے اسے منتشر کر دیا۔ (ایک خبر)

واضح رہے کہ اس جلوس میں لیڈران قوم شریک نہیں تھے بلکہ اپنے اپنے گھروں میں سکون و اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر آزادی ہند کے منصوبے تیار کر رہے تھے۔

دستوری اصلاحات سے انتظامی خرابیاں دور نہیں ہو سکتیں (بدر شکیب صاحب)

تو گویا نعرے لگانے اور بروپگنڈا پھیلانے سے انتظامی خرابیاں دور ہو سکتی ہیں!

اسوسی ایٹیڈ پریس کے ایک نمائندہ سے گفتگو کرتے ہوئے پارلیمانی وفد کے ایک رکن مسٹر نکلسن نے کہا کہ وہ اکثر ریاستوں کے ترقی پسند رجحانات سے بہت متاثر ہوئے۔ بعض امور میں یہ ریاستیں برطانوی ہند کو راستہ دکھا سکتی ہیں (ایک خبر)

جیسا کہ حیدرآباد ہمیشہ دکھاتا رہا ہے۔

سر مرزا اسماعیل دیوان جے پور کسی اور ریاست کے وزیر اعظم ہوں گے (اخباری سرخی)

اور اس دوسری ریاست کا نام قاضی عبدالغفار صاحب جانتے ہیں۔

مولوی منظور علی کامل جیسے بے نفس اور خدا ترس مسلمان کو اپنا صدر منتخب کیا نیز ہم ان ارکان شوریٰ کے اس اعلان کا بھی خیر مقدم کرتے ہیں ـــــ جنہوں نے مولوی منظور علی صاحب کامل کی تائید میں رائے نہیں دی تھی ـــــ کہ وہ اب صاحب موصوف کے ساتھ پورا تعاون عمل کریں گے۔ ہماری دلی تمنا ہے کہ مولوی صاحب غلط اشخاص کے اثرات کو قبول کئے بغیر خالص اسلامی رواداری کی اسپرٹ میں ملکی سیاسیات پر نظر ڈالیں اور ان کے لائحہ عمل کا اہم جزو ہندو مسلم مفاہمت ہو بشرطیکہ ایک قابل عمل اور باعزت مفاہمت ممکن ہو۔ ہم نے بارہا عرض کیا ہے کہ دیہی مسلمانوں کی اقتصادی اور اخلاقی حالت مجلس کی خصوصی اور عملی توجہ کی محتاج ہے، خدا کرے کہ مولوی منظور علی صاحب کی صحت انہیں اجازت دے کہ وہ اس محنت طلب اور صبر آزما کام کو اپنے ہاتھوں میں لے سکیں۔

دستوری اصلاحات سے متعلق

مولوی صاحب کو ہمارا مخلصانہ مشورہ یہ ہوگا کہ وہ نام نہاد تحفظات کو اہمیت نہ دیں اگر مقننہ کی نشستوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے تو مولوی صاحب کو اس عمل سے کوئی تعرض نہ ہونا چاہیئے بشرطیکہ پچاس پچاس کا تناسب قائم رہے۔ مقننہ کے اختیارات کا مسئلہ مقننہ کے قیام کے بعد بھی طے ہو سکتا ہے۔ ایسے مسائل جو نزاعی یا فرقہ واری نوعیت کے نہ ہوں بے شک مقننہ کے دائرہ اختیار میں شامل ہونے چاہئیں، دیگر مسائل کا مقننہ کے دائرہ اختیار میں آنا اسی وقت ممکن ہوگا جب کہ ہندو مسلم مفاہمت تکمیل پا جائے۔ مولوی صاحب کو اس امر کا اعلان کر دینا چاہیئے کہ دکن کے مسلمان آئینی ترقی کی دوڑ میں کسی اور فرقہ سے پیچھے رہنے کے لئے تیار نہیں ہیں بشرطیکہ آئینی ترقی کی اصلاح دکن کی اکثریت کے غلبہ کے مترادف نہ ہو اور سرمایہ دارانہ نظام کی تائید میں استعمال نہ کی جائے۔ ہم مولوی صاحب کے ہونے والے اعلانات کا انتظار کریں گے۔

پنڈت یم ہنمنت راؤ

ہم پنڈت یم ہنمنت راؤ صاحب کو ان کی ڈائمنڈ جوبلی پر مبارکباد دیتے ہیں۔ ہنمنت راؤ صاحب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ شہرت طلبی سے دور رہے۔ خاموش خدمت ان کا طرۂ امتیاز رہا۔ نہ وہ کبھی لمبی تقریروں کے قائل ہیں اور نہ طویل بیانات کے۔ ٹھوس کام پر پنڈت جی کو ہمیشہ اصرار رہا۔ آندھرا تحریک ہنمنت راؤ صاحب جی کی ان تھک کوششوں کی رہین منت ہے۔ وہ ہر تحریک کو معصوم اور بے ضرر انداز میں پیش کرتے ہیں اور یہی ان کی کامیابی کا راز ہے۔ قوم کی خدمت کے لئے پنڈت جی نے وکالت چھوڑ کر صحافت کا پیشہ اختیار کیا حالانکہ اس پیشہ میں آمدنی کم ہوتی ہے۔ پنڈت جی کی زندگی میں ایسے ایثار کی اور بھی مثالیں موجود ہیں۔ پنڈت جی کی زندگی سے دوسرے پبلک کارکنوں کو سب سے اہم سبق جو ملتا ہے وہ یہ کہ ہنمنت راؤ صاحب حیدرآباد کی تحریکات کو بیرونی تحریکات سے مربوط یا منسلک کرنے کی کبھی کوشش نہیں کرتے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ حیدرآباد اپنے مسائل اپنے انداز میں طے کرے۔ تحریر اور تقریر میں پنڈت جی کا لہجہ ہمیشہ مصالحت آمیز اور نرم رہا ہے، کاش دوسرے ہندو لیڈر پنڈت جی کی تقلید کرتے۔ ہم پنڈت ہنمنت راؤ صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ گو ہم نے بارہا ان کی رائے سے اختلاف کیا ہے اور ان پر سخت تنقید بھی کی ہے لیکن ہمارے دل میں ان کے لئے احترام کے جذبات موجود ہیں۔ ہم اس دعا میں شامل ہیں کہ پنڈت جی کی عمر دراز ہو اور وہ اپنی اعلیٰ صلاحیتوں اور اپنی صلح پسند طبیعت کو ہندو مسلم مفاہمت کے لئے وقف کر دیں۔ اگر پنڈت جی مسٹر نرسنگ راؤ جیسے تعمیر پسند اور صلح جو کارکنوں کے ساتھ اس مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں لیں تو ہمیں یقین ہے کہ وہ مسلم کارکنوں کو معقولیت پسند پائیں گے۔

مسز سروجنی نائیڈو کی ڈائمنڈ جوبلی

محترمہ مسز سروجنی نائیڈو کی ڈائمنڈ جوبلی پر ہم محترمہ کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ مسز سروجنی نائیڈو صرف ہندوستان ہی کی عظیم شخصیت نہیں ہیں بلکہ بین الاقوامی مشاہیر کی صف میں بھی ان کی جگہ محفوظ ہے۔ حیدرآباد کو یہ فخر حاصل ہے کہ یہی سرزمین ان کی جنم بھوم ہے۔ مسز نائیڈو کا مسلک صلح ہے۔ ہر مذہب کا پیرو ان کے دیوان خانہ میں بیٹھ کر اپنے آپ کو خود اپنے ہی گھر میں بیٹھا ہوا محسوس کرتا ہے۔ بہ حیثیت ایک ادیب اور مقرر کے یہ ایک عدیم المثال حیثیت کی مالک ہیں۔ ہم صدق دل سے موصوفہ کی درازیٔ عمر کے لئے دعا کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ حیدرآباد کے ہندو لیڈر مسز نائیڈو کی زندگی کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں گے اور خواتین خدمت ملک کے اس نقطۂ نظر کو سامنے رکھیں گی جس کے سہارے مسز نائیڈو ہر کٹھن منزل سے مردانہ وار کامران گزرتی ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مستقبل کی تعمیر میں ملک کی خواتین کو بھی اپنا شایان شان حصہ ادا کرنا ہے۔ اس اندھیرے میں جس میں ہمارے ملک کی نسوانی زندگی گذر رہی ہے مسز نائیڈو کی شخصیت ایک مینار روشنی کی طرح نظر آتی ہے جس کو خواتین ملک رہنما بنا سکتی ہیں۔

عام تعلیم کی توسیع

۱۴ سالہ لائحہ عمل پر (۵۰) کروڑ روپیہ کے مصارف

حکومت سرکار عالی نے عام اور پیشہ ورانہ تعلیم کے لئے زاید سہولتیں مہیا کرنے کی غرض سے ایک چودہ سالہ لائحہ عمل مرتب کیا ہے جس پر تقریباً پچاس کروڑ روپیہ کے اخراجات عاید ہوں گے۔ اس کا فوری مقصد مدرسہ جانے کی عمر کے لڑکوں اور لڑکیوں کی (۳۳ء۳۰) فی صد تعداد کو تعلیم دینا ہے اور اساسی مقصد رفتہ رفتہ ریاست کے ہر شہری کے لئے تحتانی تعلیم کی سہولتیں مہیا کرنا ہے۔ اس اسکیم کے تحت ایک دفتر انتخاب پیشہ کا قیام بھی پیش نظر ہے۔

منجملہ دیگر امور کے اس اسکیم میں تحتانی مدارس میں پانچ لاکھ زائد طلباء کے ادنیٰ ثانوی مدارس میں تقریباً ۲ء۱ لاکھ طلباء کے لئے اور اعلیٰ ثانوی مدارس میں ۱۳ء۰ لاکھ طلباء کے لئے تعلیمی سہولتوں کی فراہمی شامل ہے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ اس اسکیم کو کامیابی کے ساتھ نافذ کرنے کے لئے تحتانی مدارس کے لئے (۱۴۰۳۰) زاید معلمین اور ثانوی مدارس کے لئے (۶۷۰۰) معلمین کی ضرورت ہوگی۔

حکومت کا ارادہ ہے کہ تعلیمی وظائف اور فیاضانہ مالی امداد کے ذریعہ نوجوانوں کو معلمی کا پیشہ اختیار کرنے کی ترغیب دے کہ اس مطالبہ کو پورا کرے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ پندرھویں سال کے بعد سے تعلیم کے مجموعی مصارف سالانہ پانچ کروڑ روپیہ سے کچھ زاید ہوں گے۔

افلاطون کے قول کے مطابق علم طاقت ہے۔ علم حاصل کرنے کے لئے پڑھنے لکھنے کا طریقہ جاننا ضروری ہے اس لئے عہد حاضر کی مملکت کے اہم ترین فرائض میں سے ایک فرض تعلیمی سہولتوں کی فراہمی ہے۔ حکومت حیدرآباد نے ریاست کے ہر لڑکے اور لڑکی کو مدرسہ کی تعلیم دلانے کے لئے ایک ۱۴ سالہ اسکیم بنائی ہے۔ محکمہ تعلیمات کی کوشش یہ ہے کہ جماعت صغیر میں شریک ہونے والے بچے تحتانی منزل کے آخر تک اپنی تعلیم جاری رکھیں۔ درمیان میں کوئی بچہ بھی اس سلسلہ کو ترک نہ کرنے پائے۔ آج کل ایسا نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ریاست کے متعدد مدارس میں معلمین کی تعداد بہت کم ہے۔ اکثر مدرسوں میں صرف ایک یا دو استاد ہیں۔

اس بات کا تیقن کرنے کے لئے کہ مدرسہ جانے کی عمر کے تمام لڑکے اور لڑکیاں مدرسہ جاتی ہیں پہلے تربیت یافتہ اور قابل استادوں کی ایک مناسب تعداد فراہم کی جانی چاہئے اور دوسرے یہ کہ طالب علموں کو باقاعدہ حاضری کا پابند کرنے کے لئے کوئی معقول انتظام کیا جانا چاہئے۔ سردست تحتانی مدارس کے معلمین کی تعداد میں معتد بہ اضافہ کرنا بہت مشکل ہے ایک فوری حل یہ ہو سکتا ہے کہ عارضی طور پر "نان میٹریکولیٹ" موزوں اشخاص بالخصوص خواتین کا تقرر کیا جائے اور انہیں ضروری تعلیمی معیار تک پہنچنے کے لئے پورا پورا موقع دیا جائے۔ صلاحیت رکھنے والے لڑکوں اور لڑکیوں کو مدارس فوقانیہ کی خاص جماعتوں میں بھیجا جا سکتا ہے اور وہاں انہیں خصوصی تربیت اور تعلیم دلائی جا سکتی ہے تاکہ وہ اچھے استاد بن سکیں۔ ان امیدوار معلمین کو مفت تعلیم اور کچھ وظیفہ دیا جائے گا تاکہ وہ اپنے اخراجات پورے کر سکیں۔ معلمین کی تعداد جلد سے جلد اضافہ کرنے کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ ان لڑکوں اور لڑکیوں کو تعلیمی وظائف اور قرضی امداد دی جائے جو اس وقت زیر تعلیم ہیں اور معلمی کا پیشہ اختیار کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ اس تدبیر کو مستقل حیثیت بھی دی جا سکتی ہے کیونکہ اس طرح معلمین کی مسلسل دستیابی کا تیقن ہو جائے گا۔

طالب علموں کو باقاعدہ طور پر مدرسہ جانے کا پابند کیا جانا چاہئے۔ جو والدین اپنے بچوں کو مدرسہ میں شریک کرانا چاہیں ان سے اس امر کا تحریری وعدہ لیا جائے گا کہ ان کے بچے نصاب کی تکمیل سے پہلے مدرسہ سے علحدہ نہ کئے جائیں گے۔ لازمی تعلیم سے متعلق اسکیم کی ترقی کی طرف پہلا قدم ہوگا۔

تاہم ان تمام انتظامات سے آئے دن کی ضروریات پوری نہ ہوں گی۔ ان کے علاوہ دوسری تدابیر کا اختیار کرنا بھی ضروری ہوگا۔ مثلاً معلمین کے زمرہ میں ان سب کو شامل کرنے کے لئے انتظامات کرنے ہوں گے جو موزوں ہوں۔ ہر سال میٹرک کامیاب طلباء میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس لئے مدارس وسطانیہ کو مدارس فوقانیہ میں اور مدارس تحتانیہ کو مدارس وسطانیہ میں تبدیل کرنا ہوگا۔ ہر سال تقریباً چار ہزار طلباء میٹرک کے امتحان میں کامیاب ہوتے ہیں۔ ان میں سے کم از کم ایک ہزار کو معلمی کا پیشہ اختیار کرنے کی ترغیب دی جانی چاہئے۔ نیز ان طالب علموں کی ایک قابل لحاظ تعداد کا بھی تقرر کیا جا سکتا ہے جو اس امتحان میں ناکام رہے ہوں۔ توقع کی جاتی ہے کہ ساتویں سال کے ختم تک محکمہ تعلیمات میں (۱۶۰۰۰) نئے معلمین مقرر کئے جائیں گے۔ اس اسکیم کی رو سے توسیع کا سلسلہ سات سال کی مدت تک جاری رہے گا اور معلمین کی تعداد میں حسب سال اضافہ ہوتا جائے گا۔ معلمین کی تعداد جتنی زیادہ ہوگی اتنے ہی زیادہ طالب علم مدارس میں شریک ہوں گے۔

ادنیٰ ثانوی اور اعلیٰ ثانوی مدارس کے لئے بھی معلمین کے تقرر کے سلسلہ میں ایسا ہی طریقہ اختیار کیا جائے۔ میٹرک کامیاب اور انٹرمیڈیٹ کامیاب طلباء ادنیٰ ثانوی جماعتوں میں درس دیں گے اور انٹرمیڈیٹ کامیاب اور طیلسانین اعلیٰ ثانوی جماعتوں کے درس و تدریس کے لئے مقرر کئے جائیں گے۔ یہاں بھی جب زیادہ اور بہتر معلمین دستیاب ہونے لگیں گے تو لڑکے اور لڑکیوں کی زیادہ تعداد تعلیم کی سہولتوں سے فائدہ اٹھائے گی اور ادنیٰ ثانوی جماعتوں میں ۵۰ ہزار اور اعلیٰ ثانوی جماعتوں میں ۴۳ ہزار طلباء کا اضافہ ہوگا۔

معلمین کو قبل از تحتانی جماعت کے لئے خاص طور پر تربیت دی جائیگی جس کی مدت دو سال ہوگی تین سال کے ختم پر (۱۰۰) طالب علموں کو پڑھانے کے ۲۰ تربیت یافتہ معلمین دستیاب ہو سکیں گے۔ ہر استاد کی تربیت کے اخراجات سالانہ ۱۰۰۰ روپیہ اور اخراجات تعلیم فی کس ۲۲ روپیہ ہوں گے۔

باقی بر صفحہ (۹)

...ر دی نے لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ
...ے قایدین اوران کے حواریین شدت
...ے ساتھ میری مذمت کریں گے۔ اور
...رے لئے اس بات کا اندازہ کرنا مشکل
...ہیں کہ یہ لوگ اپنے ان ملامتی بیانات
...ی تائید میں کس قسم کی دلیلیں پیش کریں گے
...ے کہ ایسی باتیں وہ پہلے بھی کہہ چکے
...یں' وہ کہیں گے کہ میں نے خطاب پانے
...ی خاطر ضمیر فروشی کی ہے باوجودیکہ
...یں جانتا ہوں' میرے تمام احباب جانتے
...یں اور حکومت جانتی ہے کہ مجھے کس وجہ
...ے خطاب ملا۔ وہ خود کہا ئیں گے کہ
...یں نے کانگریس سے بغاوت کی لیکن یہ
...ت بھی جھوٹ ہوگی کیوں کہ میرا دعویٰ
...ہے کہ میں شدت کے ساتھ عدم تشدد
...پر ایقان رکھنے والا ایک مخلص کانگریسی
...ہوں۔ اور رہوں گا۔ لیکن چونکہ حیدرآباد
...ہے' یہ طاقتوں سے بند نہیں ہے اس لئے
...ہونے سے جتنا ممکن ہوسکا میں نے خدمت
...ی اور جس قدر میری قابلیت تھی میں نے
...تعمیری کام انجام دیا اور ریاستوں کے
...مخلص کانگریسیوں کا اسی قدر کام ہے'
...س کی توقع کی جاتی ہے مگر یہی کام ہے
...س سے ہمارے مقامی کانگریسیوں نے تعلق نہیں
...نے ہمیشہ ہی چھوڑا یا ہے۔ وہ تعمیری کام کی
...جائے صرف کانگریس کے نام سے حکومت
...کو دبایا کرتے ہیں تاکہ ان کا ذاتی فرقہ
...وارانہ مفاد پورا ہو۔ انہیں عہدے
...اور نوکریاں ملیں۔

تمام مقامی اخبارات کو چاہئے کہ
...ور ریاست اور اس کے باشندوں سے
متعلق خبروں کو اہمیت و اولیت دیں۔
...ملی و ملکی ضرورتوں کو سمجھنے اور
ان کو پورا کرنے میں ان کی مدد کرنے تک
صحافت کے مسلمہ مقاصد یہی ہو سکتے ہیں
...ملک میں سب کے لئے کام کاج مہیا
ہو۔ کھانا کپڑا مل سکے۔ رہائش اور

صفائی کا معقول انتظام ہو۔ ان کے لئے تندرستی اور تعلیم اور کبھی کبھی تفریح کا سامان بھی حاصل رہے۔ اور وہ انفرادی اور اجتماعی ذمہ داری کے حق سے محروم نہ ہونے پائیں۔

طلبار کو اپنے مدارس اور کالجوں میں اپنے تعلیمی مضامین سے اپنی توجہ وابستہ رکھنی چاہئے۔ انہیں ایسی دوسری چیزوں کا بھی "مطالعہ" کرنا چاہئے جن میں انھیں دلچسپی ہو۔ اس میں ہر جماعت اور ہر مکتب خیال کی سیاست بھی شامل ہے۔ بلکہ وہ اپنے کالجوں کی یونین اور جس تقریر کے مباحث میں انہیں حصہ نہ لینا چاہئے اسی طرح وہ اخبار پڑھیں لیکن اخباروں کے صحافت پر اخباری مباحث اور مراسلتوں میں حصہ نہ لیں۔ البتہ جب وہ اپنے تعلیمی اداروں سے فارغ ہو کر نکلیں تو وہ کسی طرح بھی اپنے ملک کے شہریوں کی حیثیت سے عمل کرنے میں آزاد ہوں گے۔ مگر جو طلبار ابھی تحصیل علم میں مشغول ہوں انھیں لیڈروں کا کھلونا نہ بننا چاہئے۔ لیڈروں کا اپنی جماعتوں کے پروپگنڈے کے لیے طلبار کو استعمال کرنا ایسا ہے جیسے کوئی غلہ کے بیجوں کو غذا اگانے کے لئے استعمال کرنے کی بجائے خود کھا جائے۔

قایدین کو اگر وہ اہل ہیں تو اپنے عمل سے تنظیمی صلاحیت اور محنت کے لیے آمادہ رہنا چاہئے۔ وہ ہر مسئلہ میں دخل دینے کے بجائے کسی ایک کام کو پورا کریں۔ ان میں اتنی اہلیت رہی ہو کہ وہ اپنے دائرہ عمل کی مشکلات کا بھی لحاظ کرسکیں۔ سیاسیات میں وہ صرف اصول اور ملک ہی تک اکتفا کریں جن کی وہ آسان زبان میں توضیح و تشریح کریں' شہری آزادی کا شعور پیدا کرتے ہوئے قیمت

قایدین میں اتنی جرأت و دیانت بھی ہونی چاہئے کہ وہ آزادی کے مبالغہ اور بے راہ روی کو بھی روک سکیں۔ بے شک ان کو ہمیشہ عوام کی طرف سے یہ مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے کہ وہ حکومت کے نظم ونسق پر تنقید کریں اور اس کے ہر شعبہ میں موثر آواز حاصل کریں۔ ان کا یہ بھی حق اور فرض ہے کہ وہ روزگار اور رہائش' صحت و تعلیم' صنعت و تجارت جیسے مسائل کو حل کرنے پر مصر رہیں۔ یہ سب کام اطمینان' سنجیدگی اور کامیابی کے ساتھ کئے جا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ پریس اور پلیٹ فارم کے ذریعہ رائے عامہ کی تربیت و تنظیم کی جائے ورنہ ایسی تعلیم اور تنظیم کے نہ ہونے میں یہ اندیشہ مضمر رہتا ہے کہ مخالفت انجمنوں اور نا اتفاقیوں کا آلہ کار بن جائے اور شہر اور بستیاں مچھلی بازار نہ بن جائے۔

بقیہ صفحہ (۴)

عام تعلیم کی توسیع

فی الحال زیر تربیت معلمین کی تعداد صرف ۳۰۰ ہے۔ چار سال کے ختم پر یہ ایک ہزار تک پہونچ جائے گی۔ ہر سال اوسطاً دو سو سے زاید استادوں کو تربیت دی جائے گی۔ غیر طیلسانین کی تربیت کی مدت دو سال اور طیلسانین کی ایک سال ہوگی۔ چند غیر طیلسانین کو تحتانی مدارس میں اور ما بقی کو فوقانی مدارس میں جذب کر لیا جائے گا۔

حکومت مستحق طلبار کو یورپ اور ایشیائی ممالک میں تعلیم دلانے کے لئے وظائف عطا کرے گی۔ انھیں خود تحکہ تعلیمات میں جذب کر لیا جا سکتا ہے۔ ایسے تعلیمی وظائف تین سال کی مدت کے لئے قابل ایصال ہونگے۔ تعلیمی وظیفے کے علاوہ منتخب اشخاص کو لباس وغیرہ کا بھتہ اور سفر خرچ دیا جائے گا تجویز ہے کہ پہلے پانچ سال میں ہر سال دس طلبار کو اور اس کے بعد ہر سال تین طلبار کو یورپ بھیجا جائے۔ انھیں حرفیات' زراعت' تجارت اور صنعت و حرفت کی تربیت دی جائے گی۔ خود ریاست میں ابتدائی پانچ سال میں ایک باضابطہ تربیتی ادارے قائم کئے جائیں گے۔ ان میں ان معلمین کا تقرر کیا جائے گا جنہوں نے بیرون ہند تربیت پائی ہے۔

کسی کو محض خواندہ بنانا کافی نہیں ہے۔ اس کا اطمینان کر لینا چاہئے کہ وہ پھر ناخواندگی کی لعنت میں گرفتار نہ ہونے پائے۔ یہاں تعلیم بالغان سے مدد لی جا سکتی ہے۔ اسکیم کے چھٹے سال میں تعلیم بالغان پر ۱۲ لاکھ روپیہ سے زاید اخراجات ہوں گے۔ معلمین کی تعداد دس ہزار ہوگی۔ ہر استاد کے تحت ۲۵ "بالغ لڑکے" زیر تعلیم ہوں گے اور اس طرح دو لاکھ ۵۰ ہزار کو حرف شناس بنایا جائے گا۔ ایسے معلمین کو خصوصی تربیت حاصل کرنی ہوگی۔ (معلومات حیدرآباد)

سرکاری ملازمین کے پسماندوں کی امداد۔

معتبر طور پر معلوم ہوا ہے کہ اعلیحضرت بندگان عالی نے براہ کرم خسروانہ سالانہ ۲۵ ہزار روپیہ کے غیر صرف شدہ گرانٹ سے ایک عاجی فنڈ بنام "Compassionate Fund" کے قیام کی تجویز کو شرف منظوری عطا فرمایا ہے۔ اس کا انتظام کیا گیا ہے کہ ہر سال مملکت کے موازنہ میں یہ گنجائش شریک ہے۔ اس فنڈ کے انتظام کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔ یہ فنڈ اس غرض سے قایم کیا گیا ہے کہ ایسے مستحق سرکاری ملازمین کے پسماندگان کی امداد و اعانت کی جائے جو اپنی ذاتی غلطی کی انجام دہی کے دوران میں انتقال کر گئے ہیں اور جن کے وابستگان قواعد کے تحت وظائف وغیرہ کے مستحق نہیں ہوسکے۔

غذائی قلت اور حیدرآباد کے مسائل

آر۔ نارائن ریڈی صاحب کا بیان

مسٹر آر۔ نارائن ریڈی اپنے صحافتی بیان میں کہتے ہیں کہ سال حال سارے ہندوستان میں غذائی بحران پیدا ہو گیا ہے جنگ کے دوران میں بھی غذائی صورت حال اس قدر نازک نہیں تھی، ملک کے کئی حصوں میں خریف کی فصلیں تلف ہو چکی ہیں جس کی وجہ سے غذا کی بڑی قلت محسوس ہو رہی ہے اور بعض حصوں میں قحط کے حالات پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اس سے قبل صوبہ مدراس کے ایک بڑے رقبہ کو جو ریاست کی سرحد پر واقع ہے قحط زدہ علاقہ قرار دیا گیا ہے ریاست حیدرآباد میں بھی حالات کسی طرح بہتر نہیں ہیں۔ ہماری ریاست میں عام طور پر چاول کی قلت ہے، ہندوستان کے دیگر حصوں کے مماثل یہاں پر بھی قلت بارش کی وجہ سے خریف اور ربیع کے فصول تلف ہو چکے ہیں۔ بر وقت بارش نہ ہونے کی وجہ سے آبی کی تخم ریزی میں تاخیر ہوئی جس سے فصل مختلف امراض کا شکار ہو کر تلف ہو گئی۔ اکثر دیہاتوں میں اس سے قبل ہی قلت کے حالات پیدا ہو گئے ہیں قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے، مرہٹواڑی کے بعض حصوں میں غذائی صورت حال انتہائی نازک ہے۔ موسم گرما تک ممکن ہے کہ ان علاقہ جات میں قحط کے حالات پیدا ہو جائیں۔

ذخیرہ بازی، چور بازار اور رشوت ستانی پر بحث کرتے ہوئے مسٹر نارائن ریڈی نے صورت حال پر قابو پانے کے لئے چند تجاویز پیش کی ہیں اور یہ بیان کیا ہے کہ حکومت کو چاہئے کہ ریاست کی غذائی صورت حال کا مکمل جائزہ لے اور ریاست کو آئندہ موسم گرما میں آنے والے خطرات سے بچائے۔ ہمارے خیال میں مندرجہ ذیل سفارشات کو فوری روبہ عمل لانا از حد ضروری ہے۔

(۱) حکومت کو چاہئے کہ کاشتکار سے راست طور پر مکمل مقدار غلہ وصول کرے تاکہ شہروں اور قلت والے دیہاتوں کو غذا فراہم کر سکے۔ مگر غریب کاشتکاروں سے زبردستی غلہ وصول نہیں کیا جانا چاہئے بلکہ بڑے زمینداروں کے وافر ذخائر کا پتہ چلانا چاہئے۔ عہدہ داروں کی رشوت ستانی کو جو ان ذخیرہ بازوں کے محافظ ہیں جڑ سے ختم کرنا چاہئے۔ غرض خریدی غلہ کے نام پر جبری خریدی روک دی جانی چاہئے۔ ایسا اگر نہ ہو تو غریب کاشتکاروں کے پاس جو کچھ غلہ ہے ختم ہو کر چور بازاری کرنے والے تاجروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دئے جائیں گے۔ حکومت کو چاہئے کہ خراب ذخایر کو فروخت کرنے کے بہانے سے ضایع ہونے والے موجودہ ذخائر کو روک دے۔

(۲) زیادہ سے زیادہ شہروں میں راشن بندی کا نفاذ ہونا چاہئے۔ کم از کم دس ہزار یا اس سے زائد آبادی والے شہروں میں جزوی راشن بندی عمل میں لانا چاہئے۔

(۳) حکومت نے انجمن ہائے ترقیات دیہی کو اس لئے قائم کیا ہے کہ گوداموں نیز مواضعات میں غلہ کی تقسیم پر عوام کی نگرانی رہے۔ مگر منافع خور ذخیرہ باز اور مقامی لوٹ کھسوٹ کرنے والوں نے انجمن کو اپنا اجارہ بنا لیا ہے۔ جب تک انجمنوں پر سے ان کی گرفت ڈھیلی نہ کی جائے آنے والے نازک مہینوں میں غلہ غریب کاشتکاروں کو میسر آنے کی بجائے چور بازار میں منتقل ہوگا۔ اس کی بھی ضرورت ہے کہ ان انجمنوں کی زیادہ سے زیادہ شاخیں قائم کی جائیں حکومت کو چاہئے کہ راشی عہدہ داروں کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کرے۔

(۴) موجودہ مشنری کافی نہیں ہے۔ ہر ضلع اور ہر ۔۔۔ ریاست میں سرکاری اور غیر سرکاری نمائندوں پر مشتمل کمیٹیاں تشکیل دی جانی چاہئیں تاکہ شکایتوں کو معلوم کر کے حکومت کے سامنے کارروائی کے لئے سفارشات پیش کر سکیں۔

(۵) موجودہ غذائی کمیٹیوں کو از سر نو تشکیل دینا چاہئے۔ ریاست کے اہم ترین عوامی اداروں کے نمائندوں کو ان کمیٹیوں میں شریک نہیں کیا گیا۔ تعلقہ وار ضلع کمیٹیوں کے جلسے بھی طلب نہیں کئے جاتے لہذا انتظام کو بدل کر عوامی اداروں کے نمائندوں کی شمولیت سے ان کمیٹیوں کو قائم کرنا چاہئے۔

(۶) ریاست کے کسی بھی حصہ میں قحط کے حالات پیدا ہونے کے متعلق حکومت کو باخبر اور ہوشیار رہنا چاہئے علاوہ ازیں موجودہ حالات کے مطابق قحط کے کوڈ میں ترمیمات کرنی چاہئیں۔ اور اسی کی رو سے عوام کو ایسے کام پر لگانا چاہئے کہ جس سے غلہ کی پیداوار اور فراہمی میں اضافہ ہو سکے۔

(۷) حکومت کو چاہئے کہ ۔۔۔ کاشتکاروں کو کنٹرول نرخوں پر لوہا، روغن، گیاس، کپڑے وغیرہ اشیائے ما یحتاج مہیا کرنے کے جملہ تدابیر اختیار کرے تاکہ مقررہ قیمت پر وہ جو غلہ حکومت کو فروخت کرتے ہیں اس کی تلافی ہو سکے۔

(۸) حالات قحط کے بار بار وقوع پذیر ہونے سے بچنے کے لئے حکومت کو چاہئے کہ جتنا بھی ممکن ہو چھوٹے چھوٹے آب پاشی کے کام، تالابوں اور باولیوں کی مرمت نئے ۔۔۔ کی تعمیر وغیرہ فوری انجام دے۔ ۔۔۔ ماہیز اور گوداوری پر ۔۔۔ کا کام ۔۔۔ سے پایہ تکمیل کو پہنچانا چاہئے۔

بالآخر ہم عوام اور ان کے اداروں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ حالات کی نزاکت کو سمجھیں اور آنے والے خطرات سے ۔۔۔ کے لئے آگے بڑھیں۔ ہر ایک بڑے زمیندار اور کاشتکار کا فرض ہے کہ بجائے اس کے اپنے ذخیرہ کو چور بازار میں فروخت کرے حکومت کو دے تاکہ قلت والے رقبہ جات کے عوام کو غذا فراہم کی جائے۔

مسجد ڈھیلی کی شہادت اور مسلم جذامیوں کا اخراج

حیدرآباد۔ ۱۲ فروری ۔۔۔ مولوی محمد یامین زبیری صاحب ایڈ ۔۔۔ معتمد ملکی مجلس کی ایک اطلاع ۔۔۔ ہے کہ مجلس عاملہ ملکی اتحاد المسلمین ایک غیر معمولی اجلاس دارالسلام میں ۔۔۔ فروری کو طلب کیا گیا ہے۔ عاملہ کا ۔۔۔ (۴) بجے شام سے شروع ہوگا۔ عاملہ ۔۔۔ اس غیر معمولی اجلاس میں مسجد ڈھیلی کی شہادت اور مسلم مریضوں کے ساتھ ۔۔۔ کے ذمہ دار افسروں کے ناروا سلوک پر ۔۔۔ کرے گی اس اجلاس میں شرکت کے ۔۔۔ اضلاع و اراکان کے نام اطلاعی پرچے روانہ کر دئے گئے ہیں۔ مجلس عاملہ ملکی ۔۔۔ اور معمولی اجلاس بھی مذکورہ غیر معمولی اجلاس کے دو دن بعد ہی طلب کیا گیا ہے جو ۔۔۔ ۱۶ فروری کو شروع ہوگا۔ ۔۔۔

غذائی نظم و نسق

مسٹر ایل ۔ این ۔ گپتا کی تقریر

کل ہند معاشی کانفرنس منعقدہ حیدرآباد میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر ایل ۔ این ۔ گپتا نے کہا کہ "میں پیشہ کے لحاظ سے ماہر معاشیات نہیں ہوں لیکن حیدرآباد کے غذائی نظم و نسق سے مجھے دو تین سال سے تعلق رہا ہے۔ اس لئے غذائی نظم و نسق سے متعلق جو مسائل پیدا ہوتے ہیں ان کے متعلق میں چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں ۔ میرا منشاء یہ ہے کہ ماہرین معاشیات کی توجہ ان مسائل کی جانب مبذول کراؤں جو عملی اور انتظامی نقطۂ نظر سے مجھے اہم معلوم ہوتے ہیں ۔

غذائی مسئلہ بداہتہً ایک پریشانی کن مسئلہ ہے۔ اس سے میرا یہ مطلب ہے کہ غذائی مسائل سے متعلق عوام بہت حساس واقع ہوئے ہیں۔ ذرا سے تغیر سے وہ متاثر ہو جاتے ہیں۔ غذائی صورت حال کو بہتر بنانے کی کوشش پیچیدگی پیدا کر دیتی ہے اور صورت حال میں ذرا بھی ابتری پیدا ہو تو خوف اور دہشت پھیل جاتی ہے بارش کی غیر یقینی حالت اور دیگر داخلی و خارجی عناصر (سیاسی یا معاشی) کی وجہ سے غذائی صورت حال میں اچانک تبدیلی ہو سکتی ہے اور اسی مناسبت سے پیچیدگی اور دہشت بھی اچانک پیدا ہو سکتی ہے ۔

گزشتہ سال حیدرآباد میں اچھی فصلوں اور حکومت کی جانب سے کافی مقدار میں غذا فراہم کرنے کی وجہ سے ہمارے پاس اجناس کا بڑا ذخیرہ تھا اور اس کی مانگ ملک کے اندر یا متصلہ صوبوں یا ریاستوں کی جانب سے نہیں ہوئی چنانچہ اس ذخیرہ کی نکاسی ہمارے لئے ایک مسئلہ بن گئی تھی۔ لیکن اچانک تقریباً دو ہفتے قبل بمبئی اور میسور میں فصلوں کی خرابی کی وجہ سے ان علاقوں نے مطالبات شروع کر دئیے اور حیدرآباد کی اندرونی ضروریات کے لئے بھی کافی مانگ بڑھ گئی ۔ اور صورت حال کافی نازک ہو گئی۔ اس صورت حال سے ہم اس لئے نبٹ سکے کہ ہمارے پاس کافی ذخائر تھے اور نگرانی و تقسیم اغذیہ کی مشنری اچھی طرح کام کر رہی تھی۔ یہی جو بات آپ کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ غذائی معاملات میں پیچیدگی پیدا ہونے دینا بہت خطرناک ہے اور صورت حال کی عارضی بہتری سے مطمئن ہو کر فراہمی و تقسیم اغذیہ کی مشنری کو سست کر دینا مناسب نہیں۔ اس مشنری کو عام حالات کے عود کر آنے تک جاری و برقرار رکھنا چاہئے ۔ یعنی اس وقت تک کہ ہم آزادی سے اغذیہ درآمد کر سکیں ۔ اور حمل و نقل کے ذرائع پوری طرح مہیا ہوں ۔

عبوری دور سے قطع نظر تمام نگرانیوں کو برقرار رکھنا چاہئے تا وقتیکہ ہم خطرات کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں ۔ دوسری بات جو میں ماہرین معاشیات کے آگے پیش کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ بعض مستقل مقاصد کی تکمیل کے لئے موجودہ غذائی کنٹرول سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے؟

مابعد جنگ دور میں جن اہم مسائل پر ہمیں توجہ کرنا چاہئے اور جن پر اووڈ ہیڈ کمیشن نے بھی بجا طور پر زور دیا ہے وہ یہ ہیں ۔ اولاً تمام اجناس کی حد تک خود مکتفی ہونا ۔ دوسرے اغذیہ کی قیمتوں میں استحکام ۔ تیسرے تغذیہ کے معیار میں اصلاح ۔ میری رائے میں موجودہ کنٹرول سے ان مقاصد کے حصول میں مدد لی جا سکتی ہے ۔

زیادہ غلہ اگاؤ کی مہم کے سلسلہ میں جو مشنری قائم کی گئی ہے اس سے نہ صرف اغذیہ کی حد تک خود مکتفی ہونے میں مدد لی جا سکتی ہے بلکہ عوام کے معیار غذا میں بھی ترقی دی جا سکتی ہے اجناس خوردنی کی حد تک ہمارے پاس معمولی قسم کی فصلیں پائی جاتی ہیں ۔ اس کی کوشش کی جا سکتی ہے کہ ایسے رقبوں میں بہتر قسم کے اجناس کی کاشت کی جائے ۔ مثلاً جنوب میں پیلی جوار اور کدرو وغیرہ کی کاشت ہوتی ہے جن کو صرف دیہاتوں میں استعمال کیا جاتا ہے ۔ شہری باشندے ان اجناس کو چھوتے تک نہیں ۔ ہمیں چاہئے کہ ان رقبوں میں بہتر قسم کی فصلیں پیدا کرنے کی کوشش کریں تاکہ دیہات کے باشندے بھی بہتر اجناس خوردنی استعمال کر سکیں ۔ اس طرح ان رقبوں میں گیہوں کی کاشت کے امکانات پر احتیاط کے ساتھ ریسرچ کیا جا سکتا ہے ۔ یہ مسئلہ ماہرین کی مدد سے زرعی منصوبہ بندی کے ذریعہ حل کیا جا سکتا ہے ۔

اگر ہمارا مقصد یہ ہو کہ مابعد جنگ دور میں اغذیہ کی قیمتوں کو مستحکم کیا جائے، کاشتکاروں کو منصفانہ قیمت حاصل ہو، اور حکومت کی جانب سے امداد دی جائے تو ان مقاصد کو روبہ عمل لانے کے لئے حکومت کو ایک مشنری کی ضرورت ہوگی ۔ اس امر پر غور کرنا چاہئے کہ دوران جنگ میں فراہمی و تقسیم اغذیہ کے لئے جو مشنری قائم کی گئی ہے اس سے یہ مقصد کس حد تک حاصل ہو سکتا ہے نیز ماہرین معاشیات کو اس بات پر بھی غور کرنا چاہئے کہ دوران جنگ میں جو قیود اور بندشیں عاید کی گئی ہیں کیا ان کو عوام زیادہ عرصہ تک برداشت کر سکتے ہیں؟

جس حد تک تغذیہ کے معیار کو ترقی دینے کا تعلق ہے اور جس پر طویل المیعاد منصوبہ بندی صحیح طور پر زور دیا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ دودھ کے مسئلہ پر خاص توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے ۔ اس سلسلہ میں مشاورتی مجلس اغذیہ دہلی میں گزشتہ اجلاس کے موقع پر یہ مشورہ پیش کیا گیا تھا دوران جنگ میں نباتاتی گھی کی صنعت کو جو ترقی ہوئی ہے اس کو مزید توسیع دی جائے تاکہ نباتاتی گھی کی فراہمی کی وجہ سے دودھ سے گھی بنانا ترک کر دیا جائے اور اس طرح دودھ جیسی قیمتی غذا عوام کو حاصل ہو سکے ۔ جنوبی ہند کے بعض غیر سرکاری نمائندوں نے یہ رائے دی تھی کہ دودھ سے گھی بنانا قطعاً ممنوع قرار دیا جائے ۔ لیکن شمالی خاص کر پنجاب کے نمائندوں نے اس کو قبول نہیں کیا ۔

آخر میں اس امر کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کی غذائی منصوبہ بندی میں تحریک امداد باہمی کی حصہ لے سکتی ہے ۔ اکثر صوبائی حکومتوں اور ریاستوں نے اجناس خوردنی کی فراہمی اور تقسیم کے انتظامات کے لئے امداد باہمی کی مشنری سے کام لیا ہے میں یہاں حیدرآباد کا خاص طور پر ذکر کروں گا حیدرآباد میں دوران جنگ میں ہم نے دیہات سے لے کر تعلقات تک ایک مشنری قائم کر دی ہے ۔ دیہاتوں میں امداد باہمی کے گودام ہیں اور تعلقات میں یونین ترقیات دیئے گئے ہیں یہ تمام ادارے مرکزی کاروباری سوسائٹی ...

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

حیدرآباد کی پبلک زندگی پر ایک تبصرہ

ڈاکٹر سید یار جنگ بہادر کا بیان

چند دن ہوئے میں نے اخبار "ہندو" میں یہ دلچسپ خبر پڑھی تھی کہ حکومت تراونکور نے ریاست میں "تراونکور مسلم کانفرنس" کے جلسے پر امتناع عاید کر دیا ہے۔ اس کانفرنس کی صدارت مدراس کے ایک مسلم لیڈر کرنے والے تھے جن کے طویل کارناموں میں کام سے زیادہ نام نمایاں ہے۔ انھوں نے ایک بیان میں ریاست کے "مصیبت زدہ مسلم بھائیوں" سے ہمدردی کا اظہار کیا اور انھیں یقین دلایا کہ اگر وقت آن پڑے تو وہ اپنی خدمات پیش کریں گے۔ اس اطلاع کو پڑھ کر میرے ذہن میں بعض خیالات پیدا ہوئے جن کو میں حیدرآباد کے اخبار نویس عوام اور حکومت کے آگے ایک موہوم توقع کے ساتھ پیش کر رہا ہوں کہ کم از کم اب وہ حالات کو صحیح روشنی میں دیکھیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔

میں سوچتا ہوں کہ کاش ہماری حکومت بھی ایسے موقعوں پر اسی طرح بصیرت اور جرأت دکھاتی جس طرح حکومت تراونکور اشخاص اور واقعات کے بارے میں سیدھی سادھی سمجھ سے کام لیتی ہے۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ہمارے مقامی قائدین کی بھی یہ عادت ہے کہ وہ باہر سے اپنے "استاد قائدین" کو اپنی مشکلات میں مدد دینے کے لئے بلایا کرتے ہیں۔

یہ واقعہ کہ ہمارے "قائدین" برطانوی ہند کی سیاسی جماعتوں کے نشانات اپنے اوپر چسپاں کرنے سے احتراز نہیں کرتے بلکہ ان کی نمایش کرنے پر اصرار کرتے ہیں۔ اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ مقامی لیڈر خود تعمیری فکر اور کام کے ناقابل ہیں۔ بدقسمتی سے ہماری حکومت بھی ان کی باتوں اور حرکتوں کو اہمیت دیتی ہے۔ اب وقت آگیا ہے، ہماری حکومت اس حقیقت سے آگاہ ہو جائے۔ ان قایدین کے خیالات و مطالبات کو عوام کی تائید حاصل نہیں ہے۔ کیوں کہ ہر شخص جانتا ہے کہ ان قائدین کے پیرووں کی کوئی قابل لحاظ تعداد نہیں ہے۔ عوام کی حیثیت تماشائیوں کی سی ہے جو ہر تماشہ میں چاہے وہ میلہ ہو، وائسرائے کا دورہ یا گاندھی جی کی آمد بڑے شوق سے شریک ہوتے ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ بعض عام جلسے عوام کی نمایندگی ضرور کرتے ہیں۔ لیکن وہ زیادہ تر مذہبی یا نیم مذہبی قسم کے ہوتے ہیں جن میں مذہب اور سیاست کو خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ ان جلسوں کی مذہبی نوعیت بھی لمبی چوڑی سخن سازی سے خراب کر دی جاتی ہے، مثلاً جب مسلمان "انسانی اخوت" کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے پیش نظر صرف مسلمان ہوتے ہیں۔

یہ لوگ خوف اور نفرت کی نفسیاتی کیفیت کے زیر اثر نفاق کا پرچار کرتے ہیں اور انسانی سماج کی وحدت کے متعلق اسلامی تخیل کو نظرانداز کر دیتے ہیں۔ وہ تنگ خیالی اور رواداری کے متعلق اسلامی تعلیمات کو نظرانداز کر کے بدزبان اور ناروادار ہو جاتے ہیں۔ اپنے خیالات کی تائید میں وہ مذہبی اقوال کو ان کے متن سے علحدہ کر لیتے ہیں۔ اور ذرا بھی اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ ایسا کرنا اسلامی تعلیمات کے صحیح مفہوم اور روح کی نفی ہوتا ہے۔ اسلام کی اس غیر اسلامی ترجمانی کی بنا پر دوسرے اسلامی ممالک کے مسلمان ہندوستان میں "ہندوستانی اسلام" کے نام سے یاد کرنے لگے ہیں۔

اسی طرح آریہ سماجی "شانتی" کا پیغام تو سناتے ہیں لیکن یہ نہیں دیکھ سکتے کہ دوسرے بڑے مذاہب کے رہنماؤں پر ناروا حملے کرنا شانتی کے مفہوم کی تبلیغ کرنے والوں کے شان کے کس قدر خلاف ہے۔ ستیارتھ پرکاش کے بعض حصوں کو برقرار رکھنے کی مہم میں کیا وہ ان اجزا کو شایع کریں گے جن پر دوسروں کو اعتراض ہو اور کیا وہ ان اجزا کے متعلق عوام کی فیصلہ کن رائے کو تسلیم کریں گے۔ دیگر مذاہب کی برگزیدہ شخصیتوں پر حملے کرنے کی آزادی کا مطالبہ ایک بیہودہ مطالبہ ہے اور اگر اس مطالبہ کو مان لیا جائے تو جس طرح زمانہ گذشتہ میں ایسے مطالبوں نے امن و صلح کے تمام امکانات کو برباد کیا ہے اور جس طرح اب ہو رہا ہے اسی طرح مستقبل میں بھی یہ مطالبات امن و صلح کے تمام امکانات کو برباد کر دینگے۔

آئیے اب مقامی صحافت کا جایزہ لیں۔ یہ حقیقت ہے کہ بعض اخباروں اور خبر رساں اداروں کو اپنے محض روٹی سے غرض ہے۔ بعض اخبارات علی الاعلان فرقہ پرست ہیں اور بعضوں پر محض روپیہ کمانے کی دھن سوار رہتی ہے۔ ان میں سے اکثر غیر اہم اور بے معنی بیانات اور ایسے تبصرے شایع کر... ہیں جن کی مدد سے درجہ سوم کا کوئی طالب علم بھی امتحانوں میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا... خبریں اور تبصرے اور بیانات اُن حیثیت... خواندہ حضرات کو بھی ناخواندہ بنا دیتے... جو تعلیم یافتہ ہونے کے مدعی ہیں۔ ان میں بعض اخبارات تو کبھی احتیاج سے محفوظ نہیں رہے۔ اس لئے ان کے مالک اپنے اخبارات کی توسیع اشاعت کے لیے قابل اعتراض طریقے اختیار کرتے ہیں لیکن پھر ہمیشہ بھوکے اور پیاسے "بخشش" کے... رہتے ہیں جو انھیں کہیں سے حاصل ہو سکے۔ ہندوستان کی حالیہ فرقہ وارانہ ہنگامہ آرائی نے اُن میں سے بعض کے لئے بخشش حاصل کرنے کے امکانات پیدا کر دئے۔ دو ایک کے سوائے تقریباً تمام اخبارات شہری فرائض، سماجی بھلائیوں اور اخلاقی اصولوں پر زور دینے کی بجائے مذہبیات سے کام لیتے ہیں۔ جہاں تک حکومت... ان کا تعلق ہے وہ ایسے موقعوں پر... اور مطیع بن جاتے ہیں جب کہ انھیں بے باک اور آزاد ہونا چاہیے اور عجیب بات ہے کہ جہاں انھیں سمجھوتہ کرنا چاہیے وہاں جزئیات پر اصرار کرتے ہیں۔ چونکہ... ان حالات سے واقف تھا اس لئے... اس وقت تعجب سے زیادہ شرم محسوس ہوئی جب ایک قابل نقاد نے کسی بیان کی... کو "ایک گندہ کھیل" سے تعبیر کیا۔ اگر... حکومت ان امور سے باخبر ہے جیسا... اس کو ہونا چاہیے تو اس کو یہ بات واضح کر دینی چاہیے کہ وہ ایسی خود ساختہ "رائے عامہ" اور اس کے نام نہاد... سے مرعوب ہونے کی بجائے ان سے... پڑتا ہے۔

مجھے معلوم ہے کہ اگر میرے ان خیالات کی اشاعت ہو تو حیدرآباد... محسوس کریں گے کہ میں نے ان کے...

بقیہ صفحہ (۲)

غذائی نظم و نسق

کاشتکاروں اور صارفین کے مفاد کے لئے امداد باہمی کے ان اداروں سے فراہمی و تقسیم اغذیہ کا کام لیا جارہا ہے۔ میں یہ اہم بات ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ کم معیار و غذائی سفر بندی کی تحریک امداد باہمی سے استفادہ کرنے سے بڑے امکانات ہیں۔ اور میں اس بنا پر زور دوں گا کہ کاشتکاروں کی فلاح و بہبود کے لئے ان امکانات کی چھان بین کرنی چاہئے۔

یہودی مسائل کا تحقیقاتی کمیشن

یروشلم ۳۰ فروری۔ فلسطین کی عرب مجلس اعلیٰ نے جو چھ خاص خاص عرب جماعتوں کی نمائندہ ہے طے کیا ہے کہ اگر تمام فلسطینی جماعتوں کو بشمول مفتی اعظم فلسطین بھیجا جائے تو مجوزہ مجلس اس انگریزی امریکی کمیشن کے سامنے بیان دینے پر راضی ہو سکتی ہے جو فلسطین اور یورپ کے یہودیوں کے مسائل کی تحقیقات کرنے کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ عرب مجلس اعلیٰ کی قرارداد میں جو تحقیقاتی کمیشن کے تعاون کے سلسلہ میں منظور ہوئی تھی۔ بعد میں مزید اضافہ انگلستان کی جانب سے ہوا ہے اس اضافہ کی تحریک فلسطین عرب کمیٹی کے سابق رکن جمال حسینی نے جو نو سال جلاوطن رہنے کے بعد فلسطین واپس آئے ہیں۔

قرارداد متذکرہ صدر میں حسب ذیل اضافہ کیا گیا ہے:-

"فلسطین کی عرب کمیٹی اس تحقیقاتی کمیٹی کو بحیثیت پنچ کے قبول کرنے کو تیار نہیں ہے اور نہ عرب اس کے فیصلہ کو قبول کرنے پر مجبور ہیں۔ کیونکہ عربوں کے نقطہ نظر سے فلسطین بین الاقوامی حیثیت سے غیر متنازعہ حیثیت رکھتا ہے۔"

فلسطین کی عرب مجلس اعلیٰ نے یہ بھی طے کیا کہ اقوام متحدہ سے بذریعہ تار یہ درخواست کرنا چاہئے کہ اس کمیشن میں امریکہ اور برطانیہ کے علاوہ دوسرے ممالک کو بشمول عرب ممالک بھی شریک کیا جائے۔ (رائٹر)

اشتہار

بنہ محکمہ عدالت دیوانی منصفی جگتیال ضلع کریم نگر
بابتہ سنہ ۱۳۵۵ ف

بر مقدمہ (۱۲) بابتہ سنہ ۱۳۵۵ ف بہ اجلاس پنڈت اے ہند کشور ریٹائرے ایل ایل بی منصف جگتیال۔
دعوے حلفیہ عدالت نامہ درداشت۔
محمد شجاع الدین خان زوجی اول بنام قطب النساء وغیرہ طرفین فی۔
ذیلہ بذا عوام الناس کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مسمی محمد شجاع الدین خان ولد شجاعت خان قوم پٹھان عمر ۲۲ سال پیشہ ملازم سرکار ساکن جگتیال نے ایک درخواست حلفیہ عدالت نامہ درداشت پیش کی ہے۔ بہذا جس کسی کو اس کے متعلق عذر ہو تو تاریخ ۲۹ فروردی سنہ ۱۳۵۵ ف یوم چہارشنبہ وقت ۱۰ ساعت حاضر عدالت ہو کر عذرات پیش کریں۔ بصورت دیگر حسب ضابطہ کارروائی ہوگی۔
آج بتاریخ ۱۰ فروردی سنہ ۱۳۵۵ ف میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا فقط
شرحہ دستخط سررشتہ دار صاحب عدالت۔

اشتہار

حاضری مرافعہ علیہم بحریہ محکمہ عدالت نظامت ضلع کریم نگر
واقع یکم فروردی سنہ ۱۳۵۵ ف

بر مقدمہ (۱/۴) سنہ ۱۳۵۵ ف بہ اجلاس راجے ناگیری پرشاد ریٹائرڈ بی ایس ناظم ضلع۔
دعوے استقرار حق اراضی۔
گنڈی نارائن ریڈی مرافع بنام گنڈی دیہہ ریڈی وغیرہ مرافعہ علیہ۔
بنام گنڈی دیہہ ریڈی ولد گنڈی ریڈی قوم ریڈی عمر ۲۳ سال پیشہ زراعت ساکن گنگول تعلقہ سرسلہ۔
ہرگاہ مقدمہ مندرجہ عنوان میں بناراضی تجویز عدالت منصفی تعلقہ سرسلہ مورخہ ۹ امرداد سنہ ۱۳۵۴ ف عدالت ہذا میں مرافعہ پیش ہوا ہے۔ سماعت مرافعہ کیلئے تاریخ پیشی مقرر کر کے تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن جاری کئے گئے مگر تمہارا پتہ نہ ملنے سے سمن کی تعمیل نہیں ہوئی اس لئے حسب درخواست مرافع بذریعہ اشتہار ہذا تم کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۴ فروردی سنہ ۱۳۵۵ ف یوم پنجشنبہ بوقت ۱۰ ساعت دن عدالت ہذا میں حسب ضابطہ حاضر ہو کر مقدمہ مندرجہ عنوان کی پیروی کرو ورنہ بصورت غیر حاضری مرافعہ کی سماعت یکطرفہ عمل میں آ کر تجویز صادر کر دیا جائیگا۔
شرحہ دستخط منتظم عدالت ضلع

اشتہار

حاضری مدعا علیہ مرتبہ محکمہ عدالت منصفی جگتیال
واقع ۸ فروردی سنہ ۱۳۵۵ ف

بر مقدمہ (۳۳/۲) بابتہ سنہ ۱۳۵۵ ف بہ اجلاس پنڈت اے ہند کشور بی اے ایل ایل بی منصف جگتیال۔
دعوے۔ ۱۰ لایا روپیہ زر نقد۔
ہرنوری نارائن ریڈی بنام مارٹی بالی وغیرہ بالی۔
بنام مارٹی بالی ولد جگو پال راؤ قوم برہمن عمر ۴۰ سال پیشہ امداد پٹواری ساکن علاپور تعلقہ جگتیال۔
ہرگاہ مقدمہ صدر میں تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن بغرض جواب دہی اجرا کئے گئے لیکن تمہاری عدم موجودگی کی وجہ سمن کی تعمیل تمہارے مکان پر ہوئی ہے اس لئے مدعی کی درخواست پر تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم بتاریخ ۲۵ فروردی سنہ ۱۳۵۵ ف یوم یکشنبہ وقت ۱۰ ساعت حاضر عدالت ہو کر اصالتاً و وکالتاً جوابدہی کرو۔ اسکے علاوہ جو دستاویزات جن پر تم تائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو بصورت غیر حاضری مقدمہ تمہاری غیاب میں مسموع و فیصل ہوگا۔
آج بتاریخ ۹ فروردی سنہ ۱۳۵۵ ف میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا
شرحہ دستخط سررشتہ دار صاحب عدالت